محسنِ اعظم ﷺ کی عظمت ومحبت

شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان
صدر: وفاق المدارس العربیہ پاکستان

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم: اما بعد!

فاعوذ بالله من الشیطان الرجیم۔ بسم الله الرحمن الرحیم

﴿انا ارسلناك شاهدا و مبشرا ونذیرا، لتؤمنوا بالله ورسوله وتعزروه وتوقروه، وتسبحوه بکرة واصیلاً﴾

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق:......حضرت مفتی محمد حسن صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ جامعہ اشرفیہ لاہور کے بانی تھے اور حضرت تھانوی رحمہ اللہ کے ممتاز اور اجل خلفاء میں شامل اور داخل تھے، وہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت کی خدمت میں حاضر تھا، اللہ تبارک وتعالیٰ تو ہر حال کو جانتے ہیں، وہ ہماری گفتگو سن رہے تھے اور کراماً کاتبین، اس کے علاوہ اور کوئی بھی نہیں تھا، میں نے حضرت تھانوی رحمہ اللہ سے عرض کیا کہ حضرت! اگر میرے بدن کے ہر بال کو زبان عطا کر دی جائے اور میں ایک ایک روئیں اور ایک ایک بال سے جس کو زبان عطا کی گئی ہو اس نعمت کا شکر ادا کروں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ تعلق کی شکل میں مجھے عطا کی ہے اور عمر بھر میں شکریہ ادا کرتا رہوں تو حق ادا نہیں ہوگا، یعنی مفتی صاحب یہ کہتے ہیں کہ حکیم الامت سے جو تعلق نصیب ہوا وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی اتنی بڑی نعمت ہے کہ بدن کے ہر بال کو زبان عطا کی جائے اور وہ اس نعمت کا شکر ساری عمر ادا کرتے رہیں تب بھی شکر ادا نہیں ہوگا۔ حضرت حکیم الامتؒ یہ بات سن کر مسکرائے اور آپ نے فرمایا کہ یہ حقیقت ہے، کیوں کہ شیخ کامل سے جب تعلق نصیب ہو جاتا ہے تو وہ ذریعہ بنتا ہے مل الی اللہ کا اور جب یہ ہو جاتا ہے تو دنیا وآخرت کی تمام نعمتیں نصیب ہوتی ہیں اور ظاہر ہے کہ جب دنیا اور آخرت لی تمام نعمتیں نصیب ہوں گی تو ان کا شکریہ کون ادا کر سکتا ہے؟ یہ بات میں نے عرض کی ہے حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ اور ان کے ایک مرید کی، اب آپ اندازہ لگایئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ہمارا تعلق جو محمد رسول اللہ ﷺ سے قائم کیا ہے اور ہمیں آپ کی غلامی کی نسبت نصیب فرمائی ہے، کیا یہ تعلق اس تعلق سے بڑا نہیں ہے یہ تعلق

اس تعلق سے زیادہ عظیم نہیں ہے؟ تو اس کا ہم کیسے شکریہ ادا کر سکتے ہیں؟

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت ومحبت:......رسول اکرم ﷺ کے ذریعے سے ہی ہمیں ہدایت ملی جو اتنی بڑی نعمت ہے اس کا شکریہ آدمی زندگی بھر ادا نہیں کر سکتا ہے، ہدایت کہنے کو ایک لفظ ہے لیکن آپ جانتے ہیں کہ نماز بھی ایک ہدایت ہے، آپ جانتے ہیں کہ اس نماز کو باجماعت ادا کرنا بھی ایک ہدایت ہے، شریعت کا ایک ایک حکم ہدایت ہے، چاہے اس کا تعلق عبادات سے ہو، اعتقاد سے ہو، معاشرت سے ہو، اخلاق سے ہو یا معاملات سے ہو، جتنی بھی تعلیمات ہیں شریعت کی، سب ہدایت کے ذیل میں آتی ہیں اور سب ہدایت کے افراد ہیں اور یہ تمام کی تمام نعمتیں رسول اکرم ﷺ کے طفیل میں ملی ہیں۔ اب آپ اندازہ لگائیے کہ جب ساری کی ساری شریعت کی باتیں ہیں اور اس کے احکام اور ہدایت کے اندر داخل ہیں تو پھر ہدایت کی جزئیات کتنی ہوں گی اور ہدایت کے افراد کتنے ہوں گے؟ اسی کے ساتھ ساتھ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے جو نوازش ہائے بے پناہ آپ کی امت پر ہو رہی ہیں ان کا کوئی حساب کتاب نہیں، فرمانِ خداوندی ہے:

﴿وان تعدوا نعمة الله لا تحصوها﴾

لہذا چونکہ حضور پاک ﷺ کے احسانات بے شمار ہیں، اس لیے ہم پر آپ کے کچھ حقوق بھی واجب ہیں۔ ان میں سے ایک حق ''وتوقروہ'' ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی تعظیم وتوقیر بجالائی جائے۔ حضور ﷺ کی عظمت کا عقیدہ دل کے اندر رچا ہوا ہو اور حضور اکرم ﷺ کی عظمت کے عقیدے کے پیشِ نظر آپ کی اطاعت، آپ کی فرمانبرداری اور اتباع کا اہتمام کیا گیا ہو۔ اس لیے کہ جب کسی عظیم شخصیت سے تعلق ہوتا ہے تو اس کی عظمت کا تقاضہ یہ ہوتا ہے کہ آدمی اس کا مطیع ہو، اس کا فرمانبردار ہو، تو ایک حق آپ کا جو ہمارے ذمہ واجب اور لازم ہے وہ ہے آپ کی محبت۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

لا يؤمن أحدكم حتى أكون أحب إليه من والده و ولده والناس أجمعين۔

یعنی نبی اکرم ﷺ کی محبت تمام محبتوں پر غالب ہونی چاہیے، حتی کہ اپنی جان، اپنی ذات سے جتنی محبت ہے اس سے زیادہ نبی اکرم ﷺ سے محبت ضروری ہے۔ ماں سے زیادہ، باپ سے زیادہ، اولاد سے زیادہ، حتی کہ اپنی جان سے بھی زیادہ، کائنات کی ہر چیز سے اور مخلوق سے زیادہ آپ کی محبت ضروری ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے معروف جملے پر آپ نے غور نہیں کیا؟ عرض کرنے لگے کہ حضرت مجھے سب کے مقابلے میں آپ کے ساتھ زیادہ محبت ہے لیکن اپنی ذات کے مقابلے میں آپ سے زیادہ محبت نہیں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: کہ پھر بات نہیں بنے گی۔ جب آپ نے یہ بات فرمائی تو حضرت عمرؓ کو شبہ ہوا اور انہوں نے غور کیا تب بات سمجھ میں آئی کہ اگر خدانخواستہ حضور ﷺ کی شان میں کوئی بے ادبی کرنے لگے یا آپ کی شان میں کوئی گستاخی کرنے لگے تو کیا میں اسے برداشت کرلوں گا؟ خیال ہوا کہ نہیں

میں تو اپنی جان قربان کردوں گا لیکن حضور اکرم ﷺ کی جان پر آنچ آنے نہیں دوں گا، عرض کیا کہ حضور ﷺ! مجھے اپنی ذات سے بھی آپ کے ساتھ زیادہ محبت ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: "الآن" "اب ٹھیک ہے۔

صدیق اکبرؓ کی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت: ......آپ نے پڑھا ہوگا کہ ایک مرتبہ بازار میں ایک یہودی نے قسم کھائی کہ "والذی اصطفی موسی علی العالمین" "قسم ہے اس ذات کی جس نے موسیٰ علیہ السلام کو تمام اہلِ الم پر منتخب کیا اور ترجیح دی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے متحمل آدمی نے پوچھا کہ "علی محمد ایضاً" موسیٰ علیہ السلام کو محمد ﷺ پر بھی ترجیح ہے؟ یہودی کا تو اپنا اعتقاد تھا، اس نے کہا: جی ہاں! اس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک دھول رسید کیا اس نے آپ ﷺ سے شکایت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے دوسرے انبیاء کے مقابلے میں فضیلت مت دو، قیامت میں جب مخلوق ہوش میں آئے گی اور اللہ تبارک وتعالیٰ مجھے زندہ فرمائیں گے تو میں اٹھ کر دیکھوں گا کہ موسیٰ علیہ السلام عرش الٰہی کا پایہ تھامے ہوئے ہیں۔ اب معلوم نہیں کہ کوہِ طور پر انہیں بے ہوش کیا گیا تھا اس کے بدلے میں اللہ رب العالمین نے انہیں مستثنیٰ رکھا یا یہ کہ ان کو مجھ سے پہلے ہوش عطا فرمادیا۔ یہ تو ایک علیحدہ مسئلہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے درجات میں تفاوت ہوتا ہے اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ ﴿تلك الرسل فضلنا بعضهم علی بعض﴾ نص قرآنی ہے اور حضور پاک ﷺ کا درجہ تمام انبیاء میں اعلیٰ اور برتر ہے لیکن آپ نے اس کو پسند نہیں کیا کہ آپ کی برتری اس طرح بیان کی جائے کہ کسی دوسرے پیغمبر کی بے توقیری کا شبہ پیدا ہو، یہ انداز اختیار کرنا درست نہیں، اس لیے حضور پاک ﷺ نے اس موقع پر یہ بات ارشاد فرمائی۔ علماء نے یہ بھی لکھا ہے کہ ممکن ہے کہ اس وقت آپ کو اپنی فضیلت کا علم عطا نہ کیا گیا ہو اور ایک بات یہ بھی فرمائی کہ غایت تواضع کی بناء پر حضور اکرم ﷺ نے یہ انداز اختیار کیا۔

بہرحال کہنے کا مقصد یہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس بات کو برداشت نہیں کرسکے تو بھلا حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ کی بے ادبی وگستاخی کو کیسے برداشت کرسکتے تھے؟ اس لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سوچا کہ آپ کی شان میں اگر کوئی گستاخی کرے تو میں جان کی بازی لگادوں گا اور اس کو برداشت نہیں کروں گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ مجھے اپنی جان کے مقابلے میں حضور ﷺ کی عزت زیادہ عزیز ہے اور آپ کی عظمت کا زیادہ خیال ہے۔ اس لیے آپ نے یہ بات دوبارہ خدمت اقدس میں عرض کی، بہرحال حضور ﷺ کے حقوق میں ایک حق یہ بھی ہے کہ آپ سے محبت کی جائے اور بھائی! محبت جب ہوتی ہے تو اطاعت بھی ہوتی ہے۔

تعصی الإله و أنت تظهر حبه   هذا لعمري في الزمان بديع

یہ عجیب بات ہے کہ اللہ کے ساتھ محبت کا دعویٰ بھی ہے اور اللہ کی نافرمانی بھی ہوتی ہے، کیونکہ اگر واقعی اللہ کے ساتھ محبت ہوگی تو اللہ کے احکام کی اطاعت ہوگی۔ رسول اللہ ﷺ کی محبت ہوگی تو رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات کی اطاعت بھی

ہوگی اور اگر اطاعت نہیں ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ محبت کا دعویٰ صحیح نہیں، اللہ تعالیٰ کے ساتھ بھی محبت کا دعویٰ اس وقت تک صحیح نہیں ہے جب تک کہ حضور اکرم ﷺ کی اتباع کی مہر اس پر نہ ہو۔ ارشاد ربانی ہے:

﴿إِنْ كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي﴾ اگر اللہ کی محبت کا دعویٰ ہے تو حضور اکرم ﷺ کی اتباع کرو، حضور اکرم ﷺ کی اتباع کرو گے تو پھر صرف یہ نہیں کہ تمہارا دعویٰ محبت کا قبول ہو جائے گا بلکہ "يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ" اللہ کے محبوب بھی بن جاؤ گے۔

گناہ کی لذت کیوں؟:...... آج ہمیں طاعات میں لذت نہیں آتی، طاعات کے اندر دلچسپی نہیں ہے۔ گناہ لذیذ محسوس ہوتا ہے اگر کہیں بیٹھ جائیں اور وہاں غیبت میں مشغول ہوں تو بڑا مزہ آتا ہے، اگر لیٹے ہوئے ہوں اور نماز کی جماعت کا وقت آ جائے تو لیٹے رہنے میں بڑی لذت معلوم ہوتی ہے اگر ہم کسی کے ساتھ تمسخر اور استہزاء کریں تو بڑا دلچسپ مشغلہ ہوتا ہے، گناہ لذیذ معلوم ہوتا ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ جب کسی آدمی پر صفرا کا غلبہ ہوتا ہے تو نیم کی تلخ شاخیں اس کو میٹھی معلوم ہوتی ہیں، حالانکہ نیم کڑوا، اس کے پتے کڑوے، اس کی لکڑیاں کڑوی، لیکن جب صفرا کا غلبہ ہوتا ہے تو وہ نیم کی لکڑیاں میٹھی معلوم ہوتی ہیں اور نیم کے پتے میٹھے معلوم ہوتے ہیں۔ اسی طرح ہمارا مزاج روحانی چونکہ مریض ہے تو اس کا نتیجہ یہ ہے کہ گناہوں میں مزہ آ رہا ہے، طاعات سے طبیعت گھبراتی ہے، طاعات سے طبیعت متوحش ہوتی ہے، یہ کتنے قلق کی بات ہے، ایسا کیوں ہے؟...... کبھی اس پر غور کیا؟ یہ اس لیے ہو رہا ہے کہ ہم نے تدبر و تفکر چھوڑ دیا، سب ایک بھیڑ چال ہے جس پر ہم رواں دواں ہیں، کبھی بیٹھ کر نہ ہم نے اس پر غور کیا ہے نہ کبھی بیٹھ کر ہم نے اللہ تعالیٰ کے احسانات کا شکر ادا کیا ہے، نہ کبھی بیٹھ کر حضور اکرم ﷺ کے احسانات کو یاد کرتے ہیں۔ کبھی ہم نے یہ نہیں سوچا کہ ہم نے پانچ سال پہلے جو نماز پڑھی ہے اس میں کوئی بہتری پیدا ہوئی کہ نہیں، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ دس دس، بیس بیس سال گزر گئے اور ہمارے اعمال کی اصلاح نہیں ہوئی۔

احتساب اور غور وفکر کا معمول بنائیں:...... دوستو! یہ بات فکر اور تدبر کی ہے، یہ بات اپنے حالات پر غور کرنے کی ہے، یہ پیدا ہوتی ہے اہل اللہ کی صحبت سے اور اہل اللہ کے تعلق سے، اہل اللہ کے ساتھ جب تعلق ہوگا اور اس طرح کی مجلسوں میں جھنجوڑ جھنجوڑ کر یہ باتیں بار بار بیان کی جائیں گی اور توجہ کے ساتھ آدمی سنے گا، عمل کرنے کی اس کی نیت ہوگی تو اس کے اندر پھر غور وفکر کرنے کی طاقت پیدا ہوگی اور پھر وہ اپنے اعمال کی خود اصلاح کرے گا۔ جو بھی اپنے اعمال کی درستی کے لیے جستجو کرے گا ان شاء اللہ اس کے اعمال میں بہتری پیدا ہوگی، مگر یہ جبھی ہوگی جب اس کا اہتمام کیا جائے۔ حضرت تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ آج دنیا کی اس زندگی پر ایسا قرار حاصل ہے کہ آخرت کی طرف کبھی دھیان ہی نہیں جاتا، ایک آدمی کاروبار کرتا ہے، صبح کو بڑے اہتمام سے گھر سے جاتا ہے، دوکان کھولتا ہے، صفائی کرتا ہے، بیٹھتا ہے ساز وسامان کا جائزہ لیتا ہے اور بکری شروع ہوتی ہے، اب کاروبار میں مست ہے، اگر سوچتا ہے تو یہ کہ کون سا سامان

کم ہوگیا ہے اور کون سے سامان کی قیمت بڑھ گئی ہے؟ جس پر نفع زیادہ کمایا جائے، یہ اس کی فکر ہوتی ہے اور یہی اس کی سعی وکوشش ہوتی ہے، وہ اسی طرح صبح وشام کرتا ہے، گھر آجاتا ہے، یہاں بیوی بچوں میں دل بہلاتا ہے اور اگر کچھ وقت ملتا ہے تو حساب وکتاب لکھتا ہے، اس دکان پر سب توانائی خرچ کر دیتا ہے اور آخرت کے لیے کچھ نہیں۔ علی ہذا القیاس فرماتے ہیں کہ دنیا کی زندگی پر ایسا قرار کہ طرز عمل سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ جیسے کہ یہ زندگی ابد الآباد تک رہے گی اور اس لیے اس کے اوپر مطمئن اور قائم ہے۔ حالانکہ آپ کو معلوم نہیں ہے، آپ میں سے کسی کو بھی معلوم نہیں کہ آپ کی عمر کے کتنے سال بچے ہیں؟ جب آپ کی عمر پچاس سال کی ہوجائے گی تو پھر آپ کو حقیقت نظر آنا شروع ہوجائے گی، اس لیے ابھی سے آخرت کے لیے فکر مند ہونا چاہیے۔ دنیا کی زندگی پر قرار، دنیا کی زندگی پر اطمنان اور دنیا کی زندگی پر اس طریقے سے آدمی قائم رہے اور آخرت کی فکر نہ کرے، یہ عقل مندی کی بات نہیں۔ یہ سب کچھ کیوں ہو رہا ہے؟ یہ اس لیے ہو رہا ہے کہ آپ غور وفکر کی عادت سے محروم ہوتے جا رہے ہیں۔ اگر غور وفکر کرتے تو سمجھ میں آتا کہ دنیا تو قائم رہنے والی اور باقی رہنے والی نہیں ہے۔ اس کے اوپر اس طریقے سے مطمئن ہو کے بیٹھ جانا تو بڑی بھول ہے، آخرت کی فکر کرنی چاہیے۔

اور دوستو! یہ میں نے پہلے آپ کے سامنے عرض کیا کہ فکر مندی کب پیدا ہوگی؟ جب اہل اللہ سے تعلق قائم ہوگا۔ فکر کے کچھ لمحات یقیناً ہماری زندگی میں آنے چاہئیں اور ہمیں اپنے گرد وپیش میں غور وفکر کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے اعمال اور اپنی گزری ہوئی زندگی اور جو آئندہ گزاری جانے والی ہے اس کے بارے میں سوچنا چاہیے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق:...... حضور اکرم ﷺ کا ایک حق ہے آپ کی توقیر وتعظیم، ادب بجالانا۔ دوسرا حق ہے محبت اور عشق، تیسرا حق ہے آپ کی اطاعت، آپ کی فرمانبرداری، توقیر اور تعظیم کا مقصد بھی آپ کی اطاعت ہوتا ہے، آپ جس کو عظیم سمجھنے لگے آپ اس کی اطاعت کریں، عظمت کا تقاضا ہے کہ آپ جس سے محبت کریں اس کی آپ اطاعت اور فرمانبرداری کریں، تو آپ کی توقیر اور تعظیم کا بھی یہی تقاضا ہے، اس محبت کا بھی اور آپ کے ساتھ تعلق کا بھی یہی تقاضا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی اتباع کا اہتمام کیا جائے اور آپ کی پیروی کی جائے، قرآن میں ہے کہ ﴿اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ﴾ اور ایک دوسری جگہ ہے ﴿وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰہِ﴾ ایک مشہور مصرعہ تو آپ جانتے ہی ہوں گے کہ ”بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر“۔ اسی کے ساتھ یہ بھی ملا لیجئے ”بعد از خدا مطاعی قصہ مختصر“۔ جیسے اللہ کے بعد آپ ﷺ بزرگ ہیں، ایسے ہی اللہ کے بعد آپ مطاع ہیں، آپ کی اطاعت کی جائے گی۔

صحابہ کرامؓ کی پریشانی:...... صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو نبی پاک ﷺ کی معیت حاصل تھی جو بڑی سعادت کی بات تھی، نبی اکرم ﷺ کی خدمت بابرکت کی حاضری کوئی معمولی بات نہیں، ان کو یہ پریشانی اور یہ فکر تھی کہ یہاں تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ نعمت بے بہا عطا فرمائی ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی صحبت نصیب ہے، معلوم نہیں کہ آخرت میں کیا

ہوگا؟ آپ کی صحبت حاصل ہو سکے گی کہ نہیں؟ آپ کا مقام بلند، آپ کے درجات عالی، آپ جنت کے جن بالا خانوں میں تشریف فرما ہوں گے کیا وہاں ہماری رسائی ہوگی؟ کیسے ہوگی؟

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور پاک ﷺ سے یہ سوال کیا تو آپ ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا: "المرء مع من أحب"

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے چونکہ حضور اکرم ﷺ سے محبت ہے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے محبت ہے۔ آپ کے اس ارشاد فرمانے سے معلوم ہوا کہ میں تو انہی حضرات کے ساتھ ہوں گا تو مجھے خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔

اطاعت رسول کا عظیم انعام: ...... ہمارے لیے حضور پاک ﷺ کی اطاعت آپ کی محبت اور آپ کی تعظیم اور توقیر بجا لانے کا یہ کتنا عظیم نتیجہ ہے کہ گو ہم یہاں آپ کی معیت اور آپ کی صحبت سے محروم ہیں لیکن آخرت میں اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کی صحبت نصیب فرمائیں گے، "المرء مع من احب" یہ صحابہ کرام کے لیے مخصوص نہیں ہے لیکن دوستو! اس میں جہاں یہ خوشخبری ہے وہیں ایک بہت بڑی وعید بھی ہے اور وہ یہ کہ اگر خدانخواستہ فساق کے ساتھ محبت ہوئی، فجار کے ساتھ محبت ہوئی، کفار کے ساتھ محبت ہوئی تو ہم انہی کے ساتھ ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اہل اللہ اور اہلِ دل اور نیک لوگوں کی معیت وصحبت نصیب فرمائیں اور رسول اللہ ﷺ کی عظمت ومحبت ہمارے دلوں میں پیدا فرمائیں۔ آمین

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد و علیٰ الہ واصحابہ اجمعین۔

☆......☆......☆

شادی مبارک
345/ روپے رعایتی 190/ روپے
شرعی پردہ
400/- رعایتی 220/-
سعادت مند عورت
250/- رعایتی 140/ روپے
350/ روپے رعایتی 195/- روپے
0322-6180738، 061-4519240